رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

انٹرویو کے بارہ میں پیشگوئی

نمبر ۵۲ بابو غلام
ریلوے اسٹیشن

Sheikh

البدر

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۱۸ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۱۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ ۱۰ اگست سے حضور نے درس قرآن مسجد اقصیٰ میں شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) ۱۰ اگست کو اخی المکرم جناب خانصاحب ذوالفقار علیخاں نے عہدہ نظارت اعلیٰ کا چارج مکرمی چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو دیدیا۔ اور آپ ۱۲ اگست کو اپنے عہدہ جدیدہ پر رامپور معہ اہل و عیال تشریف لیگئے۔ ۱۰ اگست کی شام کو تمام ناظر صاحبان سلسلہ نے خانصاحب کو الوداعی دعوت دی اور مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے ناظر امور خارجیہ نے صیغہ ہائے نظارت کی طرف سے ایڈریس پیش کیا۔ جس میں خانصاحب کی دس سالہ خدمات کا اعتراف فرماتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ خانصاحب نے اپنی مخلصانہ طرز میں دردانگیز لہجہ سے اس کا جواب دیا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔ جس میں خانصاحب کو ریاست رام پور کی دوبارہ تقرری کے لئے اجازت دینے کی وجہ ظاہر فرمائی۔ جو ریاست اور خانصاحب دونوں کی بہبودی پر

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

عجب ہندوستان کی آج کل مخدوش حالت ہے
کہیں شورش کہیں فتنہ کہیں بغض و عداوت ہے
کہیں خونی مناظر ہیں کہیں بے کار ہڑتالیں
بلندی پر ہیں آزادی کی بے ہنگام آوازیں
ہیں کچھ خود مطلبی لیڈر۔ ہے جن کی خوب بن آئی
انہیں کی آگ یہ ہر سمت ہے عالم میں سلگائی
جنہیں کچھ سوجھتا مطلق نہیں شانِ رعونت میں
جو اندھے ہو رہے ہیں حرص و دولت اور حکومت میں
انہیں نے یہ کیا آماستہ مل کر اکھاڑا ہے
جنہیں برطانیہ ہی کی عنایت نے بگاڑا ہے
خدائے کانگرس نے اپنا نصب العین کیا بدلا
کہ بدامنی کا شعلہ ملک بھر میں ہی بھڑک اٹھا
یہ حالت دیکھکر سب اہل دل حیران و ششدر ہیں
الٰہی خیر کر اس ملک کے کیسے مقدر ہیں
یہی غل ہے کہ ہم کو کھا گئے یہ اہل انگلستان
ہمیں تو کر دیا ہے ان کی مصنوعات نے حیران
کہیں ٹیکس اور کہیں محصول ناواجب کے چرچے ہیں
کہیں پابندیے فیشن کے اندھا دھند خرچے ہیں
زیادہ ہے شکایت ان کو کپڑے کی درآمد پر
بظاہر پڑ رہے ہیں اس کے ہی پیچھے یہ زر پرور
اگرچہ اوٹ میں اس کی ہیں سامان جہاں داری
الٹنا چاہتے برطانیہ کی ہیں کمان داری
انہیں پوچھے کوئی کیوں چھوڑ دی ہاتھوں سلوائی
کہا کس نے تھا کیوں سنگر کی یہ مشین منگوائی
یہ موٹر سائیکل تم نے منگائی کس کے کہنے سے
کہا تھا کس نے کیوں تم نے یہ چھوڑے بہلی و چھکڑے
یہ برتن کانچ اور چینی یہ سٹ پرچ اور پیالوں کے
تمہارے گھر میں دینے کون آیا تھا یہ چالوں سے
کہا تھا کس نے پہنیں ہیٹ بوٹ و سوٹ نکٹائی
چھڑایا کس نے تم سے بادلہ کمخواب و دریائی
چھری کانٹا زبردستی دیا ہے ہاتھ میں کس نے
بتاؤ نام و سکی کے لئے منت تھی کی جس نے
یہ ستورات کے سامان آرائش و زینت کے
سٹھائی اور کھلونے ہیں فداجن پر زن و بچے
ذرا انصاف سے سینے پہ دھر کے ہاتھ بتلانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمہارے گھر میں بھی لایا کوئی انگریز فرزانا
یہ سب کچھ آپ کی خود اپنی خواہش کے کرشمے ہیں
جنہیں اپنی خوشی سے آپ بیشتوں سے برتتے ہیں
تجارت کے کھلے بازار ہیں سب ہند و یورپ میں
خریداروں کی مرضی ہے کہ اپنے لیں یا اُن لے لیں
پسند آتی ہے جو شے وہ خوشی سے اپنی لیتا ہے
زبردستی بھی چیز اپنی کسی کو کوئی دیتا ہے
ہے یہ امر دگر حاوی نہیں ہم اُن سے صنعت پر
تقابل کیا نہیں سکتے ہمارے اُن کے کارِ بگر
تو پھر ہے یہ قصور اپنا یا اُن کا جو کہ ہیں جاہل
تجارت میں رہیں ہم خام اور وہ فرد ہوں کامل
عجب منطق نرالی ہے بھلے چنگے سے اک لنگڑا
نکالے اس لئے آنکھیں کہ آگے مجھ سے کیوں نکلا
ذرا بھائی خدا کے واسطے انصاف فرماؤ۔
تمہیں روکا ہے کس نے عقل و دانش کام میں لاؤ
یہی مقصود کا جھگڑا جو بالکل اک بہانہ ہے
سمجھتا جس کو اچھی طرح سے سارا زمانہ ہے
اگر انصاف سے عہد گزشتہ پر نظر ڈالو
جو ان کے عہد میں آرام ہیں پھر ان سے واقف ہو
بنو اہل ادب تہذیب سے جھگڑے کو نپٹاؤ
کسی کے ورغلانے سے نہ ہرگز جوش میں آؤ!
انہیں کے زیر سایہ رہ کے ہو آرام پا سکتے
ہو اپنے آپ کو سوراج کے قابل بنا سکتے
اعلیٰ سوراج کے قابل نہیں ہم بات ہے کچھ بھی
ابھی کچھ اور عرصے تک ضرورت ہے ٹریننگ کی
تشدد کا نتیجہ ہے تباہی اور بربادی!
کہ ہرگز مل نہیں سکتی ہے ان فعلوں سے آزادی
نتائج کو نظر انداز کر دینا ہے نادانی!
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی!

مکرمی بابو غلام محمد صاحب اختر سٹاف

درخواست دعا

وارڈن ریلوے راولپنڈی احباب سے

درخواست کرتے ہیں۔ کہ اُن کے ہیڈ کوارٹر کی تجویز کنڈیاں ہو رہی ہے بلکہ ایک۔ عدد تک فیصلہ بھی ہو چکا ہے دعا فرمائی جاوے کہ

خانصاحب ذوالفقار علیخاں

رام پور میں

(۲)

خدا تعالےٰ کی مشیت اور فضلوں کے ماتحت میرے نہایت ہی محترم اور مکرم ہمسائے خانصاحب ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ جو ہمسایہ اماں جایا والی مشہور ضرب المثل کے پورے مصداق تھے۔ ہز ہائنس نواب صاحب رام پور نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے اجازت حاصل کر کے اپنی ریاست میں دوبارہ اسی عہدہ جلیلہ پر جس پر وہ پہلے ریاست میں تعینات تھے متعین کر دیا۔ گو بلحاظ خانصاحب کی بہبودی کے ہمیں اس عزت افزائی پر دلی مسرت ہے۔ لیکن یہ امر ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔ کہ خانصاحب ذوالفقار علی خاں جیسا مدبر۔ مخلص۔ تجربہ کار۔ ہوشیار۔ گرم و سرد زمانہ آزمائے ہوئے گورنمنٹ انڈیا اور ریاست میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر باعزت پنشن پائے ہوئے شخص کا نعم البدل ملنا آسان ہے۔ خانصاحب موصوف پنشن لیتے ہی دارالامان قادیان میں تشریف لے آئے۔ اور دس سال سے زائد عرصہ یہاں درویشانہ سلسلہ کی خدمت میں گذارا پہلے ناظر امور عامہ کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ پھر ترقی کر کے ناظر اعلیٰ بن گئے۔ اس عرصہ میں جس دیانت اور اخلاص اور ہمدردی اور محنت سے فرمانبرداری و اطاعت امام میں رہ کر انہوں نے اپنے فرائض انجام دیئے ہیں۔ اس کا شکریہ تمام جماعت احمدیہ صدق دل سے ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ کسی قومی اور مذہبی سلسلہ میں کام کرنا جس قدر مشکل ہے۔ اس کو وہی لوگ سمجھ جان سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس میدان میں کبھی کام کر کے دکھایا ہو۔ مذہبی سلسلوں میں بڑی سے بڑی شخصیت کو بھی اپنے جذبات پر جس قدر قابو رکھنا ضروری ہے۔ وہ بغیر توفیق الٰہی ایسا کٹھن ہے۔ کہ ہر شخص اس کو نبھا نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ ایک ایسا شخص ہمیشہ حکومت کرتا رہا ہو۔ اور کسی ماتحت یا رعایا کے جذبات کی پرواہ کرنا اس طرز حکومت کے خلاف سمجھتا ہو۔ ایسا شخص اگر کسی مذہبی یا قومی کام پر لگایا جاوے۔ تو اس کو جتنی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اس کا دوسرا اندازہ مشکل سے لگا سکتا ہے۔ قومی اور مذہبی سلسلوں میں تحکم اور تشدد یا حکومت سے کام نہیں چل سکتا۔ خصوصاً اسلام اور بالخصوص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تو وہ طرز حکومت جو دنیاوی حکومتوں میں برتی جاتی ہے ایک دن بھی نہیں نبھ سکتی۔ مذہبی اور قومی سلسلوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ دار کو خادمانہ اور برادرانہ طرز اختیار کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہر ایک فرد سلسلہ بجز ایک پیشوا کی اطاعت کے کسی دوسرے کی تابعداری یا حکومت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ ہر فرد اپنے آپ کو سلسلہ کا ذمہ دار سمجھ کر مساوات چاہتا ہے۔ پس خانصاحب نے جس حسن اخلاق اور دھیمی رفتار اور وقت و موقعہ کے مناسب حال مگر نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ اور خادمانہ سلوک تمام افراد سلسلہ سے عموماً اور اپنے جونیئر ماتحتوں سے خصوصاً روا رکھا وہ وہ آپ کی حسن کارگذاری قابلیت شفقت کی بہترین یادگار تاریخ سلسلہ میں رہے گی آپ کی ذاتی وجاہت۔ خاندانی شہرت۔ دنیاوی حیثیت اس شان کی تھی کہ تمام افراد سلسلہ اور حکام گورنمنٹ آپ کا احترام کرتے اور عزت سے پیش آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ جیسا مردم شناس۔ قدردان پیشوا خانصاحب کو نہایت محبت اور شفقت اور عزت سے دیکھتا۔ اور آپ کی بہت قدر فرماتا تھا۔ حضرت امام کا خانصاحب کو اپنی قربت سے جدا کرنا کبھی بھی گوارا نہ تھا۔ مگر ہز ہائنس رام پور کی خواہش اور ریاست کی بہتری کو مدنظر رکھکر حضور نے یہ ایثار فرمایا ہے۔ اس لئے ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ خانصاحب کو یہ دوبارہ تقرر مبارک ہو۔ اور ریاست رام پور کو آپ کی خدمات سے بیش از بیش خوشنودی کا موقعہ ملتا رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور راحتوں کے دن دونے اور رات چوگنے آپ مورد و مستحق وارث ہوتے رہیں۔ آمین ؂

قابل فروخت مکان

محلہ دارالفضل میں میرے مکان فاروق منزل کے جنوب مشرق کی طرف رسائیدار خداداد خاں مرحوم کا ایک پختہ مکان جو ایک کنال زمین میں بنا ہے۔ جس میں چھوٹا سا باغیچہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۰ء

کلام الامام ابن مسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجۃ علی المخالفین،

(۱۰)

"بالآخر میں پھر ہر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں۔ وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے۔ تا میں ثابت کردں کہ ایک اسلام ہی سچا ہے۔ جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں۔ جن کے مقابلے سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ

قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر۔ اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے اور ان کے خدا مُردے۔ اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانوں! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت؟ !!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں۔ کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے۔ جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ

ایک مسلمان

کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا؟ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مُشت خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے۔ تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ چالیس دن نہیں گذریں گے۔ کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے۔ اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں۔ نہ طلب حق کی طرف۔

او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں ملک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو۔ تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب پیش آؤ۔ میں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں۔ جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں؟

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا"

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء (انجام آتھم)

فاروق:۔ یہ چیلنج جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام اندرونی اور بیرونی مخالفین کو ۱۸۹۷ء میں دیا تھا۔ لیکن ان مُردوں میں سے کوئی بھی اپنی زندگی کا ثبوت میدان میں نکل کر نہ دکھا سکا۔ کیا امرت سری مکذب اس وقت زندہ نہ تھا۔؟ اگر تھا۔ تو اس نے اس چیلنج کو قبول کیا؟ اگر نہیں کیا تو یہ اسکی ذلت اور ایمانی و روحانی موت کی دلیل نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ زندہ درگور امرت سری اس کا جواب دیگا؟ دیدہ باید۔

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار

اگر آپ نے ثناء اللہ امرت سری ایڈیٹر اہلحدیث کا حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں مباہلہ وغیرہ کے لئے آنے سے ذلت کے ساتھ فرار ہونا دیکھنا ہو۔ جو اس کی اپنی دستخطی تحریروں سے اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ جس کا جواب آج تک امرت سری سے نہ ہو سکا نہ آئندہ تا حیات خود وہ جواب دے سکتا ہے۔ تو اس رسالہ کو ۸ر کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق سے منگا کر لطف حاصل کریں۔ اگر ناپسند ہو تو قیمت واپس لے لیں۔ (مینیجر فاروق قادیان)

+ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہل کرامت موجود نہیں۔ وہ اندھا اور دل سیاہ ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے۔ کہ کسی زمانہ میں اہل کرامت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب تو اتمام حجت کیلئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے۔ اور وہ ضرورت خدا تعالےٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہو گئی ہے۔ کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل پر ٹھہر سکے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

کیا امیر پیغام نے صحیح جواب دیا ہے

قبل ازیں بھی چند ماہ ہوئے کہ میں فاروق میں جناب مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے اس اعتراض کا جواب واضح طور پر دے چکا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریر اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی تحریر میں تناقض و تخالف ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور جناب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ آپ نعوذ باللہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو نادان قرار دیتے ہیں۔

امیر پیغام کا سائل کو ٹالنے والا جواب

آج میں جناب مولوی صاحب کی اس مکتوب پر جس میں انہوں نے تناقض دکھلایا ہے مزید تنقید کرتا ہوا جناب مولوی صاحب کی تحریر کی عدم صداقت ناظرین پر ظاہر کرتا ہوں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سائل کو جواب دیتے ہوئے پیغام مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جواب:۔ مجھے آپ کا خط پڑھکر قدرے تعجب ہوا۔ یہ سوال کہ سب تحریروں اور سب تقریروں کو مانتے ہیں یا نہیں۔ ان لوگوں پر ہونا چاہیئے۔ جو حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو فسوخ مانتے ہیں۔ یا یہ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو لفظ نبی اور محدث کے معنے ۱۹۰۱ء سے پیشتر نہ آتے تھے"

جواباً عرض ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب کو سائل کے سوال پر تعجب کیوں آیا؟ کیا سوال ٹھیک نہیں؟ یا سائل معروف نہیں؟ یا سوال میں کوئی کمی باقی رہ گئی ہے۔ جو سائل کو یہ کہکر آپ ٹالتے ہیں۔ کہ یہ سوال ہم پر نہیں ہو سکتا۔ جناب یہ سوال آپ پر اور صرف آپ پر ہی ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں پر ایسے سوال کرنا بے جا اور بے انصافی ہے۔ آپ قادیانیوں پر کس طرح ایسے الزامات لگا سکتے ہیں۔ جبکہ آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ آج تک ان پندرہ سالوں میں آپ اور آپ کے ساتھی کوئی ایک بات بھی ایسی نہ پیش کر سکے۔ جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خلاف قادیانیوں نے کہی ہو:۔

امیر پیغام کی مسیح موعودؑ سے مخالفت

دیکھو! جناب کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت عیسیٰ کی ولادت بغیر باپ کے مانتے تھے۔ اور آخری وقت یعنی وفات تک اسی عقیدہ پر رہے۔ اور اپنی کتابوں میں یہی لکھتے رہے۔ اور اس کے ثبوت میں طبی کتابوں کا حوالہ دیتے رہے۔ لیکن آج جناب کی آواز حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اٹھی۔ اور حضرت عیسیٰ کا باپ مانا گیا۔ اور جو حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے ماننے وہ آپکے نزدیک اور آپ کے ساتھیوں کے نزدیک بے وقوف ہے:۔

فرض کرو! اگر حضرت اقدسؑ اجتہاداً عیسیٰ کا باپ نہ مانتے تھے۔ اور دراصل باپ تھا۔ تو پھر ضروری تھا۔ کہ اپنی وفات سے پہلے اس اجتہادی غلطی کا ازالہ کر جاتے۔ جو شخص زمانے کا امام اور حکم و عدل بن کر آیا۔ اگر وہ بھی قوم کو غلطیوں میں چھوڑ جائے تو پھر اس کے آنے کا فائدہ کیا ہوا۔ ایسے حکم و عدل کی دنیا کو کیا ضرورت تھی؟ جو الٹا اور اختلاف میں ڈال جائے۔

پھر ہم پر جناب یہ الزام دیتے ہیں۔ کہ گویا ہم قادیانی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ مانتے ہیں۔ کس قدر غلط الزام ہے۔

۴ اور محدث۔ ان کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی رائے مندرجہ ذیل ہے:۔

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔ ..... اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے۔ جس کے ذریعہ امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کر دوں۔ یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں"

(ایک غلطی کا ازالہ)

مذکورہ بالا حوالہ سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محدث کہلانے سے انکار کیا ہے۔ تو اب آپ ہم پر یا جناب میاں صاحب پر کس طرح الزام دیتے ہیں۔ کہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو ۱۹۰۱ء کے پہلے محدث کے معنے نہیں آتے تھے"

جناب من ہم ایسا نہیں کہتے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ ۱۹۰۱ء میں جب یہ رسالہ حضور نے شائع کیا۔ تو اس میں آپؑ نے محدث کہلانے سے انکار کر دیا۔ لیکن ازالہ اوہام جو اس سے پہلے کی آپ کی تصنیف ہے۔ اس میں آپؑ نے اپنے آپ کو محدث کے نام سے ظاہر کرتے رہے:۔

تبدیلی عقیدہ

اب رہی یہ بات کہ پھر یہ تبدیلی حضرت اقدس نے کیوں کی۔ تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

نبی اور محدث کا فرق

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نازل ہوئی۔ مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ میں تو خدا تعالےٰ کی وحی کا پیرو ہی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اُس سے علم نہ ہُوا میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہُوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس نے جو محدّث کہلانے سے انکار کیا۔ اور نبی کہلانا پسند کیا۔ تو کثرت وحی کی بنا پر ہے۔ گو پہلے سے ہی آپؑ کو الہام میں نبی۔ رسول کہا جاتا تھا۔ مگر آپؑ ان الہامات کی تاویل کرتے رہے۔ اور وہی عقیدہ رکھا۔ جو عوام الناس کا تھا۔ مگر جب اس بارے میں کثرت سے وحی الٰہی ہوئی۔ تو آپ اس پہلے عقیدہ کے ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔

امیر پیغام مسیح موعود کو حکم نہیں جانتے

پھر جناب مولوی صاحب آگے فرماتے ہیں:۔

"میں جب سے حضرت صاحبؑ کو مسیح موعودؑ مانتا ہوں۔ اس وقت سے ان کو حکم و عدل بھی مانتا ہوں۔ اور آپ کی سب تحریروں کو یکساں مانتا ہوں۔"

میں جناب مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا حکم و عدل ماننے اور سب تحریروں کے ماننے کے یہی معنے ہیں۔ کہ جس مسئلہ پر حضرت اقدسؑ اپنی عمر میں بار بار لکھتے رہے۔ اور اس کے ثبوت میں درجنوں جگہ کتب کے حوالے دیتے رہے۔ اور اپنا اعتقاد قرار دیتے رہے اور اس عقیدے کو عام اشاعت کے خاطر عربی۔ فارسی۔ اردو میں شائع کرتے رہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ پیدائش خرق عادت کے طور پر تھی۔ آج آپ ہیں۔ جو حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے صریح خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھنے والوں کو بے وقوف قرار دیتے ہیں۔ کیا جناب کے پاس کوئی اس سوال کا جواب ہے۔ اگر ہے تو براہ مہربانی پیش کریں۔

امیر پیغام مسیح موعود کو دجّال اور کذّاب کہنا

پھر آپ حضرت اقدسؑ کی افضلیت پر عیسےٰ کے منکر ہیں اور بار بار تریاق القلوب والا ہی حوالہ پیش کرتے ہیں حالانکہ اس حوالہ کی ناسخ تحریریں کشتی نوح۔ دافع البلاء حقیقۃ الوحی وغیرہ کتب میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

پھر اسی طرح محدّثیت کے مسئلے کو آپ نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ حضرت اقدسؑ ایک غلطی کا ازالہ" نام رسالہ میں صاف انکار کر چکے ہیں۔ پھر تیس دجالوں والی حدیث کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کئی ایک کتابوں میں دے چکے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کو بھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کی عبارت اور حضرت اقدسؑ کی عبارت مندرجہ ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں:۔

مولوی صاحب کی عبارت

"اور میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہ خیال کرے گا۔ کہ وہ نبی ہے۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کی رُو سے جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذّاب ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں لکھا۔ کہ جو تیس کذّاب ہوں گے۔ وہ تشریعی نبوت کے مدعی ہوں گے۔ بلکہ مطلق نبوت کے نبی لکھا ہے پس اس کی رُو سے اُمت کے اندر ہو کر نبوت کا دعویٰ بھی کذّاب کا کام ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)

نوٹ:۔ اس حدیث کے ایک طریق میں کذّاب اور دوسری میں دجال کا لفظ آیا ہے۔ حدیث ایک ہی ہے۔

(نظام الدین)

حضرت اقدسؑ کی عبارت

"کہتے ہیں۔ کہ حدیثوں میں ہے۔ کہ اس امت میں تیس دجّال آویں گے۔ کہ تا امت کا اچھی طرح خاتمہ کر دیں۔ کیا خوب عقیدہ ہے!!! اے نادانوں کیا اس اُمّت کی ایسی ہی بدقسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں۔ کہ ان کے حصّہ میں تیس دجّال ہی رہ گئے۔ دجال تو تیس مگر طوفان صلیب کے فرو کرنے کے لئے ایک بھی مجدّد نہ آسکا۔ زہے قسمت۔ خدا نے پہلی اُمتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے لیکن جب اس امت کی نوبت آئی۔ تو اس کو تیس دجال کی خوشخبری سنائی گئی۔" (نزول المسیح صفحہ ۳۳)

پھر اس سے بھی زیادہ وزنی الفاظ کے ساتھ اس تیس دجالوں اور کذّابوں والی حدیث کا جواب حضرت اقدسؑ نے ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و مولوی محمد حسین بٹالوی صفحہ پر دیا ہے۔ اور حدیث پیش کرنے والوں کو نادان اور بے وقوف لکھا ہے۔ اس تناقض و تخالف سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ حضرت اقدسؑ مسیح موعود کو عملاً حکم و عدل نہیں مانتے۔ بلکہ نعوذ باللہ ایک حدیث کے غلط سلط معنے کر کے حضرت صاحبؑ کو کذّاب قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ آپ کا حملہ خاص حضرت مرزا صاحبؑ پر ہی ہے۔ یہ تو ایک نمونہ ہے۔ ورنہ آپ کی تحریر کا لفظ لفظ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ہے۔ جو ان پندرہ سالوں میں کئی بار الفضل۔ ریویو۔ تشحیذ وغیرہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ پھر آپ کس طرح فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت صاحبؑ کو حکم اور عدل اور آپ کی تمام تحریروں کو مانتا ہوں۔

اسی اخبار یعنی پیغام صلح مجریہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۹ء میں۔ اور مکتوب امیرؔ کے ساتھ کے کالم میں ایڈیٹر پیغام نے معارف قرآن جاننے کا دعویٰ" کی سرخی دے کر حضرت خلیفۃ ثانی کی شان میں "پیر صاحب پیر صاحب" کر کے ہتک آمیز لہجہ سے الفاظ لکھے ہیں۔ اور وہی تناقض جو حضرت اقدسؑ کی تحریر "ازالہ اوہام" والی اور حضرت میاں صاحب کی کتاب کا صفحہ ۱۵۵ جناب مولوی صاحب پیش کر چکے ہیں۔ پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس اعتراض کا جواب تو ہو چکا۔ دھرانے کی ضرورت نہیں۔ علاوہ ازیں ایک اعتراض ایڈیٹر صاحب نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پیش کیا ہے۔ اور میاں صاحب کی تحریر نقل کر کے جو نیچے حوالہ دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "الفضل ۲۴ر جنوری ۱۹۲۹ء"

یہ حوالہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ۲۴ر جنوری ۱۹۲۹ء کو نہ الفضل ہی شائع ہوا ہے۔ اور نہ کوئی حضرت میاں صاحب کی تحریر ہی شائع ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو ایڈیٹر صاحب بھول گئے ہیں۔ یا کاتب صاحب کی غلطی ہے۔ لہٰذا پیغام کے ایڈیٹر کو چاہیئے۔ کہ صحیح حوالہ دیکر یا حضرت میاں صاحب کی وہ تحریر جو پیغام میں لکھی گئی ہے۔ اس کا پورا سیاق وسباق نقل کر کے جواب کا منتظر رہے۔

(خاکسار نظام الدین از جموں)

آنریری مجسٹریٹ درجہ اوّل

سردار امیر محمد خانصاحب کوٹ قیصرانی تحریر فرماتے ہیں "اگرچہ میری طبیعت اشتہاری دواؤں سے متنفر تھی۔ لیکن آپ کا اشتہار ایک احمدی بھائی کی جانب سے اور احمدیت کے مرکز سے جاری شدہ تھا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں

شربت فولاد

کے واسطے لکھا گیا۔ جو کہ آپ نے فوراً بھیجدیا۔ اس کا استعمال مطابق آپ کی فرمائش کے کیا گیا۔ مریضہ ہسٹیریا کی مرض میں اکثر مبتلا رہتی تھی۔ خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم سے مریضہ کو اب بالکل آرام ہے۔ اور آپ کا شربت فولاد ہسٹیریا کا تیر بہدف علاج ہے۔ اور آپ کا فرمانا بالکل بجا ثابت ہوا ہے۔ اور جس طرح جو جو فوائد شربت مذکور کے بتلائے گئے تھے ویسے ہی پائے۔ مہربانی فرما کر ایک بوتل اور شربت فولاد ارسال کردیں"

شربت فولاد عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی وبیشی حیض ناطاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا۔

قیمت فی شیشی ۶۰ خوراک تین روپے محصول ۸ر

دیانندی مشن

آریہ مسافر کا ایڈیٹر یا ماسٹر لکھشمن جواب دے

(بھ)

آریہ سماج کے مشہور بہتر بھاشہ لکھشمن مصنف "نیوگ فلاسفی" کا ایک مضمون "آریہ مسافر" میں بعنوان "مرزائیت اور اسلام" نکلا ہے۔ جس میں دیانندی بھاشہ مستریان مباہلہ کی تائید کرتے ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے متعلق بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"مذہبی دنیا کے لئے کسی لیڈر کے متعلق ایسے شبہات یا باہمی مخالفتیں اور جنگ وجدل قابل شرم ہیں۔ یہی وہ حالات ہیں۔ جو کہ مذہب سے عام کو متنفر کرتے اور لامذہبی اور ناستکتا کو پھیلاتے ہیں" (صفحہ ۱۳)

مستریوں کا بکواس اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

دیانندی بھاشہ نے مذہبی لیڈر کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی ذات اور چال چلن کے متعلق اگر لوگوں کو شبہ ہو۔ تو اس سے تین طرح کے فساد لازم آتے ہیں۔ جس کے ازالہ کے لئے اس مذہبی پیشوا کا یہ فرض ہے۔ کہ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کی تردید کرے۔

حضرت صاحب کی تردید

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو جواب ان مستریوں کے شبہات کا دیا تھا۔ اگر کسی میں ذرا بھی حیا اور شرم باقی ہے۔ تو وہ اس کو تسکین اور تسلی دینے کے لئے کافی تھا۔ لیکن افسوس کہ جن آدمیوں کی عقلیں تعصب اور بے حیائی کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہیں۔ وہ باوجود دیکھنے کے پھر بھی تجاہل کے طور پر اس کی مخالفت کرنا اپنا دھرم خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بھاشہ لکھشمن بھی اسی قسم کے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت کا جواب

اودیانندی بھاشہ لکھشمی ذرا کان کھول کر سن کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو جواب دیا ہے۔ اگر تجھ میں ذرا بھی شرافت اور سنجیدگی کا مادہ ہوتا۔ تو تیری تسلی کے لئے کافی تھا۔ لیکن افسوس کہ عقل کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب تو نے باوجود جاننے اور سمجھنے کے پھر ٹھوکر کھائی کہا تو نے حضرت صاحب کا یہ اعلان اخبارات میں نہیں پڑھا۔ کہ:۔

"میرا جواب تو میرا رب ہے۔ میں اس کو اپنا گواہ بناتا ہوں۔ وہ سب کھلی اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور اسی کا فیصلہ درست اور راست ہے۔ اور وہ اس امر پر گواہ ہے۔ کہ اخبار مباہلہ والوں نے سرتاپا جھوٹ بلکہ افترا سے کام لیا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ گواہ رہے گا۔ میں اس کے فضل کا امیدوار اور اسی کی نصرت کا طالب ہوں۔ رب انی مغلوب فانتصر"

پھر حضورؑ کے ان الفاظ کے بعد تو نے کس طرح کہنے کی جرأت کی۔ کہ حضورؑ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور وہ الزامات جو کہ بدباطن مستریوں نے بکواس کیا ہے۔ صحیح اور درست ہیں۔ اے دیانندی بھاشہ ذرا کان کھول کر سن۔ اگر محض بے حیا لوگوں کی بکواس پر تیری طرح یقین کر لیا جاوے۔ تو پھر تم کو اپنے گورو دیانند کی ذات پر لگائے گئے۔ الزامات کے جواب کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ وہ کونسا الزام ہے۔ جو کہ ہندوؤں عیسائیوں۔ جینیوں اور دیو سماجیوں کی طرف سے تمہارے گرو دیانند کے خلاف نہ لگے ہوں۔ یہانتک کہ انہیں الزامات کی وجہ سے اسکے تین مشہور شاگرد اندرمن مراد آبادی۔ بھیم سین۔ اکھلانند اس سے جدا ہوگئے۔ اور پھر ان لوگوں نے دیانند پر وہ گندے الزام لگائے۔ جن کو سن کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور ان الزامات کی تردید نہ تو دیانند نے ہی اپنی زندگی میں کی۔ اور نہ ہی بعد میں آریہ سماج کو اب تک جرأت ہوئی ہے۔ کہ ان الزامات کی تردید شائع کریں۔

مقتول لیکھرام پر الزام پھر اس کے بعد تمہارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید الشہداء کے ایک ہم نام لیکھرام جو کہ پشاور میں پولیس میں ملازم تھا۔ اور جس کو بعض لوگوں نے غلطی سے وہی لیکھرام خیال کر لیا تھا۔ (گو ہمارے نزدیک ہو سکتا ہے۔ کہ یہ کوئی اور لیکھرام ہو) جو کہ آریہ سماج کا پرسدھ اپدیشک تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ آریہ سماج کے لیڈروں نے ان دونوں میں ابھی تک فرق نہ کر کے اپنے شہید کی عزت کو بہت کچھ گھٹا دیا ہے۔ کیونکہ جو شخص بھی ان الزامات کو جو کہ کسی دوسرے لیکھرام پر لگائے گئے تھے پڑھتا ہے۔ تو وہ غلطی سے ان کا مصداق اسی لیکھرام کو سمجھ لیتا ہے۔ جو کہ آریہ سماج کا سید الشہداء ہے۔ حالانکہ کسی مذہبی لیڈر کے متعلق اس طرح کے الزامات کا صحیح ہونا درست ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ انہیں دنوں میں اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں ایک مضمون لیکھرام نامی کے بارے میں شائع ہوا تھا۔ جس میں مضمون نویس نے لکھا ہے کہ:۔

"میرے علم میں پشاور پولیس میں ایک اسی نام کا آج سے کوئی پندرہ سولہ برس سے ملازم تھا۔ اس کا نام بھی غالباً لیکھرام ہی تھا۔ اس کو لیکھو کے نام سے پکارتے تھے کانسٹبلی سے ترقی کر کے وہ محرر یا سارجنٹ ہو گیا تھا۔ یہ شخص نہایت بدچلن بدکار اور بدکردار اور شریر اور ناپاک تھا۔ بدچلنی اور شرارت ستانی اور تشدد کی وجہ سے کئی دفعہ اس کا تنزل ہوا۔ ایک دفعہ یہ شخص لیکھرام جب وہ غالباً ۱۸۸۲ء میں تھانہ صوابی تحصیل غازی ضلع پشاور میں سارجنٹ تھا۔ تو ایک مظلوم عورت کے ساتھ جو غالباً جنگن تھی۔ اور تھانہ میں رپورٹ لکھوانے آئی تھی۔ دوپہر کے وقت تھانہ کے بیت الخلا میں جو نہایت غلیظ تھا۔ ۔ ۔ ۔ کرتا ہوا پایا گیا۔ اور بعض افسروں کی مہربانی سے ڈیپارٹمنٹل سزا دیکر چھوڑ دیا گیا۔ یہی لیکھرام پھر تھانہ کالو خان واقع ضلع پشاور میں ایک لڑکے سے ۔ ۔ ۔ ۔ کرتا ہوا پکڑا گیا۔ اور دوران مقدمہ میں استعفاء دیکر بھاگ گیا تھا۔" (اخبار چودھویں صدی ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء منقول از نمبر ۱۵ اخبار "الفضل" میں اس کے خلاف اظہار نفرت کیا گیا۔

اگر ان الزامات کو صحیح مان لیا جاوے۔ اور اس لیکھرام سے وہی لیکھرام مراد لیا جاوے۔ جو کہ آریہ سماج کا سید الشہداء ہے۔ تو مہاشہ لکھشمن کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ اور کوئی لیکھرام ہے۔ جس پر یہ گندے الزام لگائے گئے ہیں۔ اگر آریہ سماج یا مہاشہ لکھشمن اسی وقت جب کہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ان دونو لیکھراموں میں فرق کر دیتی تو آج لوگوں کو یہ جرأت نہ ہوتی۔ کہ شاید اس سے مراد وہی آریہ سماج کا لیکھرام ہو۔ آج بھی اگر ہو سکے تو مہاشہ لکھشمن کو چاہیئے۔ کہ ان دونوں کے درمیان اچھی طرح فرق کر کے بتائیں۔ کہ خواہ مخواہ لوگوں کو آریہ سماج کے شہید کے خلاف برے خیال پیدا نہ ہوں۔

آریہ سماج کے دیگر نیتاؤں پر الزام

کیا مہاشہ لکھشمن کو خبر نہیں کہ آریہ سماج کے مشہور سنیاسی جس نے اپنی ساری عمر عیسائی مسلمان اور سناتن دھرمیوں کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے اور ان کے خلاف کتابیں لکھ کر آریہ سماج کی سیوا میں گذاردی۔ اس سنیاسی کے خلاف ۔ ۔ ۔ ۔ کا الزام لگانے والے ایک معزز آریہ سماجی ہیں۔ اور وہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے ایک معزز عہدہ پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ایسے معزز آدمی کے لگائے ہوئے الزام کی تردید کا نہ تو ان کو حو ۔ ۔ ۔ ہوا۔ اور نہ ہی ان کے بعد ان کے حمایتیوں کو یہ جرأت ہوئی۔ کہ اس کی تردید کریں۔ پھر کیا آپ کو خبر نہیں کہ ایک معزز آریہ اخبار کے اڈیٹر کی لڑکی کے متعلق جو خطوط شائع ہوئے تھے۔ ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا اس کے والد کو یہ جرأت ہوئی تھی۔ کہ اسکی تردید کرتا۔ یا عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ جب نہ ہی اس کی تردید ہوئی۔ اور نہ الزامات لگانے والوں پر مقدمہ کیا۔ تو کیا ان الزامات کو صحیح تصور کر لیا جاوے حالانکہ ہم ان تمام باتوں کو جھوٹ اور بکواس خیال کرتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ اس وقت ہماری طرف سے

لیکن اگر تمہاری دلیل کو صحیح مان لیا جاوے۔ تو پھر تم کو چاہیئے۔ کہ پہلے اپنے گورو پر لگائے ہوئے الزامات کا جواب دو۔ اور پھر اس کے بعد آریہ سماج کے ان نیتاؤں کے الزامات کا جواب یا تردید کراؤ۔ جو کہ لوگوں نے یا آریہ سماجیوں نے ان کے خلاف لگائے ہیں۔

(باقی دارد)

(حضرت محمد عمر شرما (مولوی فاضل)

کانگرس اور مسلمان،

کانگرس کا پروگرام آریہ سماج اور ہندو مہاسبھا کا تیار کردہ ہے

سوراج یا رام راج

(۱)

اسلام کے معنی امن و امان۔ صلح و آشتی۔ کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان فطرتاً پر امن صلح جو اور شرارت سے دور رہنے والا واقعہ ہوا ہے۔ اس میں اگر کوئی غیر مناسب اور قابل اعتراض تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ تو وہ اس کے اردگرد کے حالات ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس ماحول میں انسان رہتا ہے۔ اس کے مطابق اس کے اوضاع و اطوار اور اس کے اعمال و افعال پر اثر پڑتا ہے +

برخلاف اس کے ہندو مذہبی طور پر اس امر کا پابند ہے۔ کہ جس کے ساتھ اسے اختلاف مذہب ہو۔ اس کی ہر قسم کی تخریب کے درپے رہے۔ چنانچہ ان کی مذہبی کتاب وید کا حکم ہے:۔

"تو وید کے مخالفوں کو کاٹ۔ کاٹے جا۔ کاٹ ڈال۔ ناش کر ناش کر۔ تباہ کر برباد کر"

(اتھروید کانڈ ۱۲ سوکت ۵ منتر ۵)

نیز "مخالف وید کے گوشت کو بوٹی بوٹی کر اور اس کے فسوں کو اینٹھ دے" (ایضاً منتر ۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ سماج جو ہندوؤں میں تعلیم یافتہ فرقہ ہے۔ اور جسے توحید پرستی کا دعویٰ ہے۔ باوجود خدائے واحد کو ایک سمجھنے کے۔ اور باوجود اس کے کہ اس لحاظ سے اُسے خدائے واحد کی تمام مخلوق سے محبت اور آشتی کا یکساں سلوک کرنا چاہیئے۔ دیگر تمام مذاہب کے پرستاروں کو حقیر سمجھتی ہے۔ بلکہ ان کو ملیچھ اور اچھوت جیسے رذیل الفاظ سے یاد کرتی ہے۔

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی مہاراج نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں دیگر مذاہب کے بزرگوں کی جو توہین کی ہے۔ اور ان کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس مذہب کی ناروا داری اور عدم صلح و آشتی کا بین ثبوت ہے۔ دنیا کے مصلح اعظم امن کے شہزادے۔ مجسم محبت۔ رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ستیارتھ پرکاش کے باب چودہ میں جس قدر توہین کی گئی ہے۔ اسے سُن کر ہمارے دل اور کلیجے چھلنی ہوتے ہیں۔ جس قوم کی یہ تعلیم ہو۔ اُس سے کسی نیکی کی توقع کرنا فضول ہے جنگل کے وحشی درندوں سانپوں اور بچھوؤں سے تو صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن ایسے لوگوں سے جو ہماری غیرت اور حمیّت کا اس طرح سے امتحان کرتے ہیں صلح نہیں ہو سکتی۔

پس جو پروگرام سوامی دیانند جی مہاراج کے دماغ سے نکلا ہوگا۔ اُس کا مسلمان آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس میں اسلام اور اہلِ اسلام کی تخریب کے کیا منصوبے سوچے گئے ہونگے۔ اب جب کہ آریوں کے بہت بڑے ذمہ وار نیتی اچاریہ رام دیو صاحب نے موجودہ ستیاگرہ اور آریہ سماج کا فرض کے عنوان سے جو مضمون پرتاب ۱۷ اپریل ۱۹۳۰ء میں لکھا ہے اور جس میں آریوں کو سوراج یدھ کی اگلی صف میں رہنے کی تلقین کی ہے۔ صاف طور پر اس اصل کو واشگاف کر دیا ہے۔ کہ "مہاتما گاندھی کا سارا پروگرام رشی دیانند ہی کے دماغ سے نکلا ہے" تو اب اس میں کیا شبہ رہ گیا ہے۔ کہ کانگرس کا سارا پروگرام آریہ سماج کا تیار کردہ ہے۔ اور ہندو مہاسبھا کی معیّت اور مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔

پھر گاندھی جی مہاراج نے اپنے اخبار نوجیون کے ایک مضمون میں جس کا ترجمہ تیج دہلی ۲۹ مارچ میں شائع ہوا ہے۔ صاف طور پر لکھا ہے:۔

"سوراجیہ کے کتنے ہی معنے کیوں نہ کئے جائیں۔ اور اس کے کتنے ہی معنے کیوں نہ بتاتا رہوں۔ تو بھی میرے نزدیک اس کا ہر ایک وقت میں ایک ہی ارتھ ہے۔ اور وہ ہے رام راجیہ"

اور پھر رام راجیہ کی تشریح بھی کر دی ہے۔ کہ:۔

"رام راج کے معنی یہ ہیں۔ کہ اس میں غریبوں کی پوری پوری حفاظت کی جاوے گی۔ اور تمام کام دھرم کے مطابق کئے جاویں گے"

اور تمام کام دھرم کے مطابق کرنے کا مطلب واضح ہے۔ کہ جس کو ہندو دھرم کی پابندی کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

مسلمانوں کو کانگرس سے علیحدہ رہنا چاہیئے

تو اب مسلمانوں کے لئے نہایت غور کا مقام ہے۔ کہ اس میدان میں سوچ سمجھ کر قدم رکھنے کا موقع ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اس آنے والے سوراج یا رام راج کی سعی میں حزم اور احتیاط سے کام لے کر اپنے لئے ایسا پروگرام تجویز کریں۔ کہ نہ صرف انہیں پین کے واقعات سے پھر دوچار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ جہاں وہ اپنے ایمان کو محفوظ رکھتے ہوئے اسلام پر پورے طور پر کاربند رہ سکیں۔ وہاں ساتھ ہی عزت اور آبرو کی زندگی گذارتے ہوئے اپنے برادران وطن کے پہلو بہ پہلو کامیابی کے ساتھ شاہ راہ ترقی پر گامزن ہو سکیں۔

اچھوت اقوام کے ساتھ باوجود اُن کو اپنے ساتھ شامل رکھنے کے جو سلوک ہمارے برادران وطن روا رکھ رہے ہیں۔ اُس میں مسلمانوں کے لئے کافی عبرت کا سامان ہے۔ اگر وہ اندھا دھند کانگرس کی اس تگ و دو میں شریک ہو کر اُن کی رَو میں بہ نکلے۔ تو پھر نہ ان کا اسلام قائم رہے گا۔ نہ ان کے ایمان کی خیر ہے۔ اور نہ ان کے لئے عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی کوئی توقع۔ اگر وہ ایک بار اُن میں جذب ہو گئے۔ تو پھر وہی ہندو ان کے آقا اور مالک ہوں گے۔ اور مسلمان نہ صرف ان کے غلام ہوں گے۔ بلکہ ان کی حالت اچھوت اقوام سے بھی بدتر ہو گی۔ گونڈ اور بھیل اس بھارت ماتا کے اصلی باشندے تھے۔ مگر ان آریہ بزرگوں کے دست تظلم کے طفیل اگر ان کا کہیں تھوڑا بہت نشان ملتا ہے۔ تو محض وسط ہند کے جنگلات ہیں۔

مسلمانوں کو اس سے اندازہ لگا لینا چاہیئے۔ کہ اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ نہرو سکیم کے آئینہ کو سامنے رکھ کر بہت سنجیدگی کے ساتھ مسلمان اپنی آئندہ پوزیشن کا نقشہ کھینچ سکتے ہیں۔

اللہ پاک بھارت ماتا کے ان سپوتوں کو محفوظ و مصئون رکھے۔ اور اسلام پر قائم رہ کر عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ؛

(آپ کا خیر اندیش امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

تین نایاب کتابیں

نعم الوکیل اس کتاب میں ان مکفر مولویوں کے وجوہات کفر کا مکمل جواب ہے۔ جو ان وجوہات کی بناء پر وہ احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ تحریری ثبوت ہے غیر احمدیوں کے مقدمہ میں جو ان کی طرف سے ریاست پٹیالہ میں احمدیوں پر اس بنا پر دائر ہوا تھا۔ کہ احمدی کافر ہیں۔ اس لئے غیر احمدی عورت کا نکاح اُن سے نہیں رہ سکتا۔ نکاح فسخ ہونا چاہیئے۔ اس تحریری بیان سے جو احمدیوں نے داخل کیا مقدمہ احمدیوں کے حق میں فیصلہ پا کر احمدی پختہ مسلمان قرار دیئے گئے۔ صرف ایک نسخہ باقی ہے۔ جس کی قیمت اس وقت دو روپیہ ہے۔ ضرورتمند اس کو منگا لیں؟

التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح یہ ایک طرح سے نعم الوکیل کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے ان ۱۲۹ الہامات کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ جن کو غیر احمدی مولوی خلاف اسلام اور قرآن مجید کے مخالف قرار دیکر حضرت مسیح موعودؑ کو کافر

... قادیان کے متعلق ہدایات ... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ... ایک ... قیمت ... باقی ... ۱۹۰۸ء ... انشاء اللہ ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

میں احمدی کس طرح ہوا ہو

انٹروڈکشن

اس عنوان کے متعلق میں نے ایک تجویز اخبار فاروق میں شائع کروائی تھی۔ جس کو جناب ایڈیٹر صاحب نے میرے خیالات کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے بہت اہمیت دی ہے۔ لیکن نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ ابھی تک احباب نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ جس کا یا تو یہ مطلب ہے۔ کہ انہوں نے اس کی اہمیت کو ہی نہیں سمجھا۔ یا پھر اپنے آپ کو اس کا مخاطب خیال نہیں کیا۔ اور یہ دونو باتیں ایک ترقی کرنے والی قوم کے منافی ہیں۔ کیا آپ نہیں چاہتے؟ کہ وہ حالات جن میں سے آپ کو گذرنا پڑا ہے یا اللہ تعالےٰ کے وہ تائیدی نشان جو آپ نے احمدیت میں داخل ہو کر دیکھے ہیں۔ موجودہ یا آئندہ نسلوں کی رہنمائی کے لئے ظاہر ہوں۔ آخر وہ کوئی حرکت ہے۔ جس نے آپ کو اس راستہ پر چلنے کے لئے مجبور کیا۔ اور وہ کچھ چیز ہے۔ جس کو آپ نے حاصل کیا ہے۔ تو کیا یہی حرکت اور یہی چیز دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب نہیں ہو سکتی؟

اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ لوگ محض شغل کے طور پر اخبار وغیرہ پڑھ لیتے ہیں۔ اور پھر اٹھا کر طاق نسیان میں رکھ دیتے ہیں۔ دوسرے وقت میں انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا پڑھا تھا۔ اور یہ امر دماغی انحطاط کا انتہائی مقام ہے۔ بعض اوقات اضطراری طور پر کوئی تحریک پڑھنے سے ان کے جذبات ابھرتے بھی ہیں لیکن ابھرتے ہی بیٹھ جاتے ہیں۔ یہی سلوک ان کا تقاریر اور خطبات سننے کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب تک کسی قوم کا ہر ایک فرد یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ ہر قومی تحریک کا وہ واحد مخاطب ہے۔ اور اس کو پورے غور سے پڑھنا یا سننا نہیں۔ کہ اس کے بدن کا ذرہ ذرہ اس سے متاثر ہو جائے۔ اور اس پر پیہم عمل نہیں کرتا۔ تب تک ترقی محض ایک سراب کا حکم رکھتی ہے۔

پھر اگر کسی ایسی تحریک پر اخبار کو ترقی دینے کے لئے بھی مضامین لکھے جائیں (جن کی کساد بازاری کی ہمارے اکثر اخبارات کو شکایت ہے) تو یہ سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت کا ایک مفید پہلو ہو سکتا ہے۔ (میں اس بارہ میں ایک مفصل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں انشاء اللہ) اس لحاظ سے ہمسایہ اقوام کی مثالیں ہمارے لئے قابل تقلید ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی ایک ایک بات ہمیں ایسے حالات میں پہنچی ہے۔ جب طبع و اشاعت کا کوئی اعلیٰ انتظام نہ تھا۔ موجودہ سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر ہم اس قومی امانت کو محفوظ کرنے میں کوتاہی کریں۔ تو ہماری یہ غفلت قطعاً ناقابل معافی ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ کے دوران میں احمدیت کی صداقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ زندہ نشان ہی خدا تعالےٰ کی ہستی اور سلسلہ کے اس کی طرف سے ہونے کے حقیقی دلائل ہیں۔ اگر ہماری جماعت کا ہر ایک فرد ان نشانوں کو جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لکھنا شروع کرے۔ تو کئی ضخیم جلدیں بن جائیں۔ اس میں اس طرف حضور کا ایک مخفی اشارہ سمجھا جا سکتا ہے۔ مجھے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے۔ کہ ایسے حالات بہت ایمان افروز اور دوسروں کی رہنمائی کا موجب ہوتے ہیں۔ حضور کے پچھلے ایک ماہ کے درس کے موقع پر احباب نے ایک دن اپنے احمدیت میں داخل ہونے کے حالات سنائے۔ جن سے مجمع میں ایسی رقت پیدا ہو گئی۔ کہ سخت سے سخت دل بھی موم ہو جائیں۔ امید ہے۔ مندرجہ بالا گذارش کے بعد دوست اس تجویز پر فوری توجہ فرمادیں گے۔

مبارک تحریک

اوائل عمر میں جب میں اپنے قصبہ سری گوبند پور (گورداسپور) کے مڈل سکول کی تیسری یا چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ تو ایک دن وہاں کے [illegible] ایک بزرگ کی خدمت میں سبق قرآن مجید کے لئے حاضر ہوا۔ جنہوں نے سبق دینے کے بعد فرمایا۔ بیٹا! اس سکول سے فارغ ہو کر مزید تعلیم کے لئے قادیان چلے جانا۔ وقت کی بات تھی۔ دل میں گھر کر گئی۔ چنانچہ اس جگہ سے امتحان پاس کرنے کے بعد میں قادیان گیا۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نویں جماعت میں داخل ہو گیا۔

مالی مشکلات

شروع شروع میں تعلیمی لحاظ سے مالی مشکلات کے حل کرنے میں جو مدد میری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر اور دیگر بزرگان سلسلہ نے فرمائی۔ اس کے لئے میں ان کا از حد مشکور ہوں۔ اور بارگاہ ایزدی میں دعاگو۔ ان کی توجہات عالیہ کے نتیجہ میں مجھے انجمن سے مبلغ آٹھ روپیہ ماہوار کا تعلیمی وظیفہ مل گیا۔ جس نے میری مالی پریشانیوں کو دور کر دیا۔ یہ وظیفہ دو سال تک جاری رہا۔ جسے بعد میں ڈاکٹر تعلیم کے لئے چار سال تک پندرہ روپیہ کر دیا گیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

دو زہرہ گداز اور خونچکاں واقعات

میں اپنی اس غربت کے ایام کی یاد کو تازہ کرتا ہوا ہرگز نہیں شرماتا۔ بلکہ ایک لطیف حظ محسوس کرتا ہوں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ دنیا کی دوسری جماعتوں اور افراد کی تعدی۔ سفاکی۔ ظلم اور خود غرضی کے مقابلہ میں اس من جانب اللہ جماعت کی مخلوق خدا کے ساتھ بے غرضانہ حمایت اور حسن سلوک کو پبلک کے سامنے لا کر اس سے انصاف چاہوں۔

جب میں چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ تو میرے والد محترم انتقال فرما گئے۔ چونکہ معاش کا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے ہمیں تیمی کے ساتھ غربت کے ایک

---

* یہ بحث اس جگہ محض تحریک کے مفید ہونے کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ تجویز میری ہے۔

* یہ واقعات اس سلک کی تمام کڑیاں ہیں۔ جن سے پتہ لگے گا۔ کہ قلوب کس طرح فتح ہوتے ہیں۔ لالچ اور فریب سے نہیں۔ بلکہ سچائی اور حسن سے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کٹھن دور میں سے گذرنا پڑا۔ اس پر لوگوں کا سلوک ملاحظہ ہو۔ کہ بجائے اس کے کہ ہمارے ساتھ ہمدردی کی جاتی ہماری رہی سہی جائداد بھی چھین کر ہمیں تہیدست کر دیا گیا۔

باوجود وقت کی نامساعدت کے مجھے تعلیم حاصل کرنے کا ازحد شوق تھا۔ قادیان جانے سے پہلے جب سرمایہ کا سوال سامنے آیا۔ تو میرے ایک مہربان مجھے باہر کے ایک مسلمان سوداگر کے پاس جو اُن دنوں ہمارے قصبہ میں وارد تھا لے گئے۔ تاکہ اس سے کچھ بندوبست کرا دیں۔ اُس نے کہا۔ کہ میں اس کی (میری) مدد کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن چونکہ میں سوداگر ہوں۔ اس لئے سودا کروں گا۔ میں نے جواب دیا کہ یئے۔ جس پر اس نے کہا۔ کہ مجھے لکھدو۔ کہ تم تمام عمر اپنی تنخواہ کا نصف مجھے دیتے رہو گے۔ چنانچہ طے پایا۔ کہ فلاں تاریخ میں اس کے مکان پر حاضر ہو کر معاہدہ لکھدوں۔ جب میں وقت مقررہ پر وہاں گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے جو غربا کی ہر حال میں نگرانی کرتا ہے۔ مجھے خارق عادت طور پر اس دیو لعین اور ظالم کے آہنی پنجہ سے بچا لیا۔ یعنی اُس دن وہ کہیں باہر چلا گیا۔ اور میں ایک رات ٹھہر کر واپس آ گیا۔ اس طرح خدائے بزرگ و برتر نے مجھے تمام عمر کے لئے زندہ درگور ہونے سے مامون و مصئون کر لیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ایک اور موقعہ پر تعلیم کے لئے مجھے کچھ سودی قرضہ لینے کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے میں اپنے قصبہ کے ایک ساہوکار کے پاس گیا۔ جس نے کہا کہ روپیہ ایک دو دن کے بعد مل سکے گا۔ اس دوران میں مجھے ایک آریہ دوست وہاں کے سماج میں لے گیا۔ میں اس کے ایسا کرنے کو ہرگز نہ سمجھ سکا۔ خیر وہاں کچھ دیر بیٹھنے اور ہارمونیم کے ساتھ گیت سننے کے بعد ہم واپس آ گئے۔ راستہ میں وہ آریہ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ تم کو معلوم ہے۔ اس سب حرکت کے پردہ میں کیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ جس پر اس نے کہا کہ جب تم اس ساہوکار کے پاس قرضہ لینے گئے تھے۔ تو اس نے مجھے بلا کر ہدایت کی تھی۔ کہ میں تمہیں سماج لے جاؤں۔ اور سمجھاؤں۔ اگر تم آریہ ہو جاؤ تو تمہاری کچھ مدد ویسے ہی کر دی جائے گی۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ قدرتی طور پر مجھے یہ بات بُری لگی تھی۔ لیکن چونکہ میں اس سے وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے تم کو اس جگہ لے آیا۔ اسی وجہ سے میں نے تم سے کچھ کہا نہیں۔ میں اسکی یہ گفتگو سُن کر لرزہ براندام ہو گیا۔ کچھ دیر کے لئے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ زمین زیر و زبر ہو گئی ہے۔ اور میرے حواس بالکل کھوئے گئے ہیں۔ ہوش آنے پر میں نے اُس سے کہا۔ آپ کا مشکور ہوں۔ لیکن آپ نے جو کچھ کہنا تھا کہتے پھر دیکھتے۔ آپ مجھے آریہ بنا سکتے تھے کہ نہیں؟

نتیجہ مقام غور ہے۔ کہ ایک نام نہاد مسلمان اور آریہ نے میری مدد کرنے کے عوض میں مجھ سے میری جان اور ایمان کا مطالبہ کیا۔ اور ایسے وقت میں کیا۔ جب کہ میں نہایت درماندگی کی حالت میں تھا۔ اور ہمہ تن قابل رحم تھا۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ شکار ہاتھ میں آیا ہے۔ جانے نہ پائے۔ برخلاف اس کے اس پاک اور بے غرض جماعت کو دیکھو۔ جس نے اسلام کی تعلیم کے ماتحت محض انسانی ہمدردی کے جذبہ سے (یہ جانتے ہوئے کہ میں غیر احمدی ہوں) میرے ساتھ وہ نیک سلوک کیا۔ جس نے ہمیشہ کے لئے میرے دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔

پونے دو سال تک غیر احمدی

میں قادیان میں متواتر پونے دو سال تک غیر احمدی رہا جس میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے۔ کہ کوئی یہ نہ کہے۔ کہ میں کسی تحریص کے ماتحت احمدی ہو گیا تھا۔ اس عرصہ میں میں نے کسی کارکن یا استاد کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نہیں سنا۔ جس سے یہ پایا جائے۔ کہ مجھ پر احسان جتا کر مجھے احمدیت کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اور یہ ہو تا بھی کیوں؟ جب اس کی تعلیم ایسی ہے۔ جو دلوں کو رام کر سکتی ہے۔ دوسروں کے پاس اگر کوئی سچائی ہوتی۔ تو وہ ہرگز ایسے کمینہ ہتھیاروں کو استعمال نہ کرتے۔

بورڈنگ ہوس میں داخلہ

داخلہ کے ایک دو ماہ بعد میں بورڈنگ ہوس میں رہنے لگا۔ جس کی زندگی اسلامی تربیت گاہ کی ایک زندہ مثال ہے۔ اور جس نے مجھ میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ غرض تعلیم کے یہ ایام یکے بعد دیگرے گذرتے گئے۔ اس دوران میں کسی ایک اوستاد نے بھی اپنی آفیشل حیثیت میں کبھی کوئی حرکت ایسی نہیں کی۔ جس سے تعصب پایا جائے۔ یا یہ معلوم ہو کہ وہ مجھے اپنا ہم عقیدہ بنانے کی تلقین کر رہا ہے۔ اگرچہ ہر ایک کا اعلیٰ اخلاق اور نیک نمونہ میرے لئے ہر وقت پیغام احمدیت تھا۔ اس جگہ میں نے اسلام کی بلند اخلاقی تعلیم کا وہ عملی نمونہ دیکھا۔ کہ آج روئے زمین پر کسی دوسری درسگاہ میں نظر نہیں آتا۔ بورڈنگ ہوس میں بعض اوقات طلباء میرے پاس آتے۔ اور احمدیت کا ذکر کرتے۔ لیکن میں بوجہ اپنی سٹڈی میں مشغول ہونے کے اس طرف کوئی زیادہ متوجہ نہ ہوتا۔ عملی طور پر بورڈنگ ہوس کے تمام قوانین کی پابندی میں اپنا فرض عین سمجھتا تھا۔ خدا کے فضل سے میرے دل میں مخالفت نام کو نہ تھی۔ بڑی خوشی سے میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ تمام نمازوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن مجید میں شریک ہوتا۔ بھائی عبدالرحیم صاحب جو اُن دنوں ہمارے نگران تھے کی بے نفس زندگی اور ان کی احکام اسلام کی پابندی کے لئے جوش نے جس کو وہ طلباء میں پیدا کرنے کی ازحد کوشش کرتے رہتے (مثلاً فجر کی نماز کے لئے علی الصبح خود آ کر اٹھاتے اور نیند سے بیدار کرنے کے لئے عجیب پیرایہ میں نصیحت فرماتے) میرے دل پر بہت بڑا اثر کیا۔

ایک اور واقعہ

ایک دن ہم مسجد نور کے پاس جمناسٹک کر رہے تھے۔ کہ ایک طالب علم نے میرے گلے میں تار ڈال دیا۔ اس کا یہ فعل گو مذاقاً ہو۔ لیکن مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر نے جو کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے۔ اس کی اس حرکت کو بہت محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے نزدیک آ کر اُسے یوں مخاطب کیا۔

بوجب بھی مجھے یہ وقت یاد آتا ہے۔ تو اسلام کے سچا ہونے کا ایک تازہ بتازہ نشان پاتا ہوں۔ جس نے یتامیٰ اور غربا کے حقوق کی اس قدر تاکید فرمائی۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمان اس اہم فرض سے تغافل برت کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ منہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمہیں معلوم نہیں۔ یہ لڑکا غیر احمدی ہے۔ اور کونسا اعلیٰ نمونہ تمہیں اس کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تھا؟ پھر علیحدہ لے جا کر اسے عبرتناک سزا دی۔ اللہ اللہ کیا ہی جذبہ ہمدردی ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے یہ الفاظ نقش فی الحجر کی طرح میرے دل پر ثبت ہو گئے۔ جنہوں نے آئندہ مجھے احمدیت کی طرف رہنمائی کرنے میں گائیڈ پوسٹ کا کام دیا۔

روحانی شادی

آخر وہ وقت آپہنچا۔ جب صداقت کی روشنی انسان کے تمام جسم میں سرایت کر جاتی ہے۔ جب اس کے بدن کا ذرہ ذرہ سیدھی راستی کی سطح ہموار پر پہنچنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہوتا ہے۔ جب اس چھوٹی سی (مگر سب سے اہم) مملکت میں فتح و کامیابی کے لئے ایک ہیجان برپا ہو جاتا ہے۔ اور تمام مخالف عناصر اپنے آخری حملہ کے بعد مایوس و نامید ہو کر سچائی کی اس "لائٹ" کے سامنے کنج تاریکی میں پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔ جو یہ عالم ناری سے نوری ہو جانے کو ہوتا ہے۔ ملائکہ کی برات میں بڑھا سج دھج کے ساتھ خراماں خراماں اپنی عروس نو کو لانے کے لئے بڑھتا ہے۔ آسمان پر اس کی خوشی میں شادیانے بجتے ہیں۔ جن کی ہر تان اور سُر اس کے دل کی ہر حرکت کے ساتھ اٹھتی اور بیٹھتی ہے۔ یہ روحانی راگنی جو خدائی بانسری سے نکلتی ہے۔ سننے والوں کے قلوب میں ایک تموج پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے وہ کبھی بے خود و مدہوش ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کائنات کی ہر شے۔ پرند۔ چرند۔ درختوں کا پتہ پتہ اس کا ہم نوا و ہم سنج ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے مل جاتی ہے۔ فرط محبت میں یہ اس سے بوس و کنار کرتا ہے۔ اور وہ اس سے بغلگیر ہوتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے ذیل کا شعر کہتے کہتے نہیں تھکتے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اجمال کی تفصیل

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک دن میں سانس کے گھر کے باہر عصر کے بعد جب کہ آفتاب عالمتاب کی کرنیں زرد پڑ گئی تھیں۔ تمازت خنکی سے بدل رہی تھی۔ اور بادِ خوشگوار کے ہلکے اور ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے نزدیک کے درختوں کی ٹہنیوں سے سرگوشیاں کرتے ہوئے کسی کے لئے پیغام جانفزا لے جا رہے تھے اپنا سبق یاد کر رہا تھا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ عزیزم سید محمود اللہ شاہ صاحب کا جو میرے ہم جماعت اور نہایت ہر دلعزیز تھے ادھر سے گذر ہوا۔ انہوں نے مجھے مخاطب کر کے احمدیت کے متعلق بعض باتیں کچھ ایسے نرم لہجہ اور دل سے کہیں۔ کہ میرے تمام بدن میں بجلی کی رَو دوڑ گئی۔ شاہ صاحب تو جو علوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے ماتحت مجھے پیغام دینے آئے تھے۔ اپنا فرض ادا کر کے وہاں سے چل دیئے۔ لیکن مجھے ورطۂ حیرت میں چھوڑ گئے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں نے خواب گراں سے انگڑائی لی ہے۔ اور کوئی چیز اندر سے کسی اہم معاملہ کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اس نفسی کشمکش نے جو میری زندگی میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کا پیش خیمہ تھا۔ مجھے اس بات پر مجبور کر دیا۔ کہ میں صداقت کا جویاں بنوں۔

مجھے علم تو اتنا تھا نہیں۔ اور نہ ہی احمدیہ لٹریچر کی کوئی شدبد تھی۔ کہ دلائل و براہین سے فیصلہ کر سکوں۔ ادھر گوہر مقصود سے ہمکنار ہونے کی انتظاری گھڑیاں کسی صحیح معاملہ کی دائمی تھیں۔ آخر یہی سوجھی۔ کہ ایک ہی در ہے جو بارگاہ الٰہی کا ہے۔ اور جو تمام منزلوں کو کاٹ دیتا ہے۔ پس اس پر گرنا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے کچھ دن رو رو کر دعائیں کیں۔ کہ یا الٰہ العلمین تو جانتا ہے۔ کہ میں تیرا ایک بے بضاعت اور ناکارہ بندہ ہوں۔ میں اس وقت ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ کی لیاقت نہیں رکھتا۔ تو ہی میری مدد فرما۔ اور مجھے اس راز سے آگاہ کر۔ اگر یہ سلسلہ تیری طرف سے ہے۔ تو میں اس جگہ سے محروم چلا گیا۔ تو چشمہ حیواں سے پیاسا لوٹنے والی بات ہے۔ اور پھر خالیا ناممکن ہوگا۔ کہ باہر جا کر میں احمدیت کا زندگی بخش جام پی سکوں۔ وہ رحیم و کریم خدا جو ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ میری فریاد کو پہنچا۔ اور اس نے مجھے اپنی نوازشات سے مالا مال کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

یعنی ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ میں مولوی محمد حسین کی مسجد (بٹالہ) میں وضو کر رہا ہوں۔ سارا عالم ایک روشنی سے جو آسمان سے نازل ہو رہی ہے بقعۂ نور بن رہا ہے۔ تب میں وضو سے فارغ ہو کر کھڑا ہوا۔ تو ہاتھوں سے فالتو پانی چھڑکنا چاہتا ہوں۔ جب ایسا کرتے وقت انگلیاں خمیدہ ہو کر ہتھیلی کے قریب آئیں۔ تو اُن کے درمیان سے فوارے کی طرح بھاریں چھوٹ پڑیں۔ معاً میرے دل میں ان میں سے ایک دھار کو پینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں اسے غٹ غٹ پینے لگ گیا۔ جو دودھ سے زیادہ لذیذ اور شہد سے زیادہ شیریں تھی پیتے پیتے میں اس سے سیر ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میرے جسم کا ذرہ ذرہ سیراب ہو گیا۔ اور مجھ میں حالت سرور اور طمانیت پیدا ہو گئی۔ سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک نظر آتی تھی۔ دفعتاً میرے منہ سے نکلا۔ "یہ حضرت مسیح موعود کی سچائی کا نشان ہے" فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی لیکن اس خواب کا اثر اور سرور ہمیشہ کے لئے میرے دل پر نقش ہو گیا۔ احمدیت کی صداقت آہنی میخ کی طرح مجھ میں گڑ گئی۔ اور کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہا۔ صبح اٹھتے ہی میں نے یہ تمام واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھ کر بیعت کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے فرمایا۔ کہ بیعت کل لینگے۔ چنانچہ جب میں دوسرے دن حاضر خدمت ہوا۔ تو حضور نے ازراہ کرم میری بیعت قبول فرمائی۔ اور اس طرح میں ۱۹۱۷ء کے شروع میں احمدیت میں داخل ہو گیا۔

نوٹ:۔ اس بیان میں ان لوگوں کے لئے جو کہا کرتے ہیں۔ کہ اکثر لوگ ذاتی حرص اور لالچ کی وجہ سے احمدی ہو جاتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے زندہ نشان دیکھنے کے متمنی ہیں۔ کافی درس بصیرت موجود ہے۔ والسلام

خاکسار ڈاکٹر ملک محمد رمضان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند مفید لاجواب اور نایاب کتابیں

انیسویں صدی کا مہرشی جو بالکل نایاب اور لاجواب کتاب ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب کی تاریک زندگی بجلی کی روشنی میں دکھانے والی کتاب ہے۔ اس کی اصلی قیمت صرف ۱۰ر تھی۔ بعد میں دو روپیہ کو ایک ایک نسخہ فروخت ہوا۔ وہ بھی ختم ہو گیا۔ اب ۸ جلدیں اس شہرۂ عالم کتاب کی ایک کتب فروش سے ہمیں واپس ملی ہیں۔ اور اس نے ایک روپیہ فی نسخہ فروخت کر دینے کی اجازت دی ہے۔ لہذا جن احباب کو اس کی بہت تلاش تھی۔ اور وہ بار بار مانگتے تھے۔ ان کو بہت جلد بذریعہ وی پی منگا لینی چاہیئے۔ وی پی ایک نسخہ کا معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چھ آنہ میں پہنچے گا۔ اور اگر آٹھوں جلدیں ملکر ایک جگہ منگائی جاویں۔ تو صرف نو روپیہ معہ محصول ڈاک میں ارسال ہونگی۔ فوراً منگالیں ٭

حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ یہ وہ نایاب کتاب ہے۔ جو نواب صدیق حسن خاں والی بھوپال اہلحدیث نے تصنیف کر کے طبع کرائی۔ جس کے بہت حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اکثر کتابوں میں نقل کئے ہیں اور صداقت مسیح موعود کے لئے یہ کتاب مخالفین سلسلہ کے مقابلہ میں ضرب شدید کا حکم رکھتی ہے۔ اکثر دوستوں کو اس کی تلاش رہی۔ مگر بوجہ نایابی ملی نہیں۔ اب اس کا ایک نسخہ برائے فروخت ملا ہے۔ بڑی ضخیم کتاب ہے اعلیٰ لکھائی چھپائی اور بڑی تقطیع پر مجلد ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف دس روپیہ ٭

خطبات نور ہر دو حصہ حضرت امیر المومنین حاجی الحرمین سیدنا مولانا نورالدین اعظم خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نادر خطبات کا مجموعہ جو ہر ایک احمدی گھرانے میں ہونا چاہیئے۔ قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک ٭

عقائد احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف سے احمدیوں کے تمام عقائد اخذ کر کے ایک جگہ اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت صرف ۶ر علاوہ محصول ڈاک ٭

حضرت مسیح موعود کے کارنامے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ تقریر جو حضور نے سالانہ جلسہ ۲۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات اسلامی پر مفصل فرمائی۔ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ٭

ذکر الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دو پر معارف تقریروں کا مجموعہ جس میں قبولیت دعا کے مکمل طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ جیبی تقطیع پر قیمت صرف ۵ر علاوہ محصول ڈاک ٭

درثمین اردو مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو نظمیں۔ تقطیع کلاں ۴ر خورد ۳ر ٭

سیرت مسیح موعود ع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانحعمری جس کو حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے مرتب کیا۔ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ٭

اسلامی اصول کی فلاسفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پر حقائق و معارف تقریر جو لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں بیان کی گئی۔ اور تمام مذاہب والوں کی تقریروں پر غالب آئی۔ آٹھویں دفعہ طبع ہوئی ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۵ر ٭

حیات نورالدین رضؓ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مولانا حکیم نورالدین اعظم کی خود لکھائی ہوئی اپنی سوانح عمری قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۰ر ٭

خزینۃ العلوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الصمد خلیفۃ المسیح ثانی کی تین تقریروں کا مجموعہ۔ جس میں علوم حقہ کے دریا بہائے گئے ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف چھ آنہ ٭

تذکرۃ المہدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیس سالہ چشم دید حالات و مشاہدات جن کو مکرمی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مسلسل اخبار الحق دہلی میں بعہد خلافت اول طبع کرایا۔ اور پھر فاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کو کتابی صورت میں ایک جا جمع کر دیا ہے۔ جو بالکل نایاب ہے۔ اور ایک نسخہ بھی اس کا اب ملتا نہیں۔ صرف دو نسخہ اتفاقاً دستیاب ہوئے ہیں جن کی قیمت فی نسخہ اس وقت بوجہ نایابی علاوہ محصول ڈاک پانچ روپیہ ہے ٭

تعلیم خاتون۔ اخلاق خاتون۔ فرائض مستورات ۱ ۲ ۳ یہ تینوں کتابیں لڑکیوں اور مستورات کے واسطے نہایت مفید ہیں۔ ہر سہ کی قیمت ۔ علاوہ محصول ڈاک ۹ر ۴ر ۱ر

پیشگوئی محمدی بیگم مخالفین سلسلہ کے تمام اعتراضات کے جوابات اور پیشگوئی محمدی بیگم کے صحیح واقعات قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۳ر ٭

بلعم ثانی ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کی اس پیشگوئی کی حقیقت اور اس پر مفصل بحث جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق شائع کی تھی۔ لاجواب رسالہ از قلم ایڈیٹر صاحب فاروق۔ چند نسخے باقی ہیں۔ فی نسخہ علاوہ محصول ڈاک ۸ر ٭

نغمہ اکمل مکمل قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز و مصباح کی دلکش اور دلچسپ نظموں کا مجموعہ۔ جو قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۱۲ر ٭

احمدیہ پاکٹ بک جیبی تقطیع پر سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور تمام دیگر مذاہب غیر اسلام کی بطلان پر قریباً ۱۳۰۰ دلائل لکھکر ہر ایک احمدی کے واسطے تبلیغ کرنے کا زبردست حربہ تیار کر دیا ہے۔ جیبی تقطیع پر مجلد۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ایک روپیہ ٭

نماز مترجم بچوں کو نماز باترجمہ پڑھانے اور یاد کرانے کے لئے نہایت عمدہ جیبی تقطیع پر یہ نماز معہ تمام ضروریات اور دعاؤں کے باترجمہ شائع کی۔ قیمت فی کاپی ۱۰ر ٭

ملنے کا پتہ

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)